SHABANA PERVEEN
Asst. Professor, Dept. of URDU
Vaishali Mahila College, Hajipur (B.B.A, Bihar University, Muzaffarpur)

B.A (H) Part II PAPER -IV

TOPIC: URDU KI MANZOOM DASTANEIN

اردو کی منظوم داستانیں

اردو میں داستان گوئی کی ابتدا منظوم داستانوں سے ہی ہوتی ہے۔ مثنوی ''کدم راؤ پدم راؤ'' اردو کی پہلی منظوم داستان ہے جو نصیر الدین ہاشمی کے مطابق ۸۶۵ھ مطابق ۳۵۔۱۴۲۱ء کے قریب وجود میں آئی۔ اس کی زبان پر سنسکرت اور علاقائی زبانوں کے الفاظ اور قصّے پر ہندوی روایات کے گہرے اثرات ہیں۔ بعض حصّے نا قابل فہم ہیں مگر قصہ سمجھ میں آجاتا ہے۔ یہ بہمن دور کا واحد قصہ ہے۔ عادل شاہی دور کے منظوم قصوں میں مقیمی کی طبع زاد مثنوی ''چندر بدن ومہیار'' بیجاپور کی پہلی مختصر عشقیہ مثنوی ہے۔ نصیر الدین ہاشمی نے اس کا سالِ تصنیف ۱۰۵۰ھ قرار دیا ہے۔ اس میں سندر پٹن کی راج کماری چندر بدن اور تاجر زادہ مہیار کی داستانِ محبت بیان کی گئی ہے۔ ۱۰۵۰ھ میں ہی ابراہیم عادل شاہ ثانی کے درباری شاعر امین نے ''بہرام وحسن بانو'' کے نام سے ادھوری عشقیہ کہانی لکھی جسے بعد میں ایک دوسرے شاعر دولتؔ نے مکمل کیا۔ ۱۰۵۵ھ میں صنعتی نے بھی ''قصہ ابوتمیم انصاری'' لکھا۔ یہ ایک فرضی قصہ ہے جسے قابلِ قبول بنانے کے لئے مذہبی روایات اور اشخاص کا سہارا لیا گیا ہے۔ دکن کی منظوم داستانوں میں رستمؔی کی مثنوی ''خاور نامہ'' اور نصرتی کی ''گلشن عشق'' بھی لائق توجہ ہیں جو عادل شاہی دور کی یادگار ہیں۔

گول کنڈہ کی قطب شاہی حکومت کے زیر سر پرستی جو داستانیں لکھی گئیں اُن میں ملا وجہی کی ''قطب مشتری'' اہم ترین ہے۔ اس کا سال تصنیف ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۰۹ء ہے۔ قطب مشتری زبان وبیان کے لحاظ سے وقیع ہے۔ گولکنڈہ کے دوسرے بڑے شاعر غواصی کی مثنوی ''مینا ستونتی'' ہندی لوک کتھا سے ماخوذ ہے۔ اس میں ایک چرواہے کی حسین بیوی منیا کی پاک دامنی اور شوہر پرستی دکھائی گئی ہے۔ غواصی کی دوسری مثنوی'' سیف الملوک وبدیع الجمال'' زیادہ مشہور ہوئی جو دو ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ بقول نصیر الدین ہاشمی اس کا سن تصنیف ۱۰۳۵ھ ہے۔ غواصی کی تیسری مثنوی ''طوطی نامہ'' ہے جس میں ۴۵ کہانیاں نخشبی کے فارسی طوطی نامہ سے لی گئی ہیں۔

ابن نشاطی کی مثنوی ''پھول بن'' ۱۰۶۶ھ میں معرض وجود میں آئی۔ زبان اور زور بیان کے لحاظ سے دکن کی بہترین مثنویوں میں اس کا شمار کیا گیا ہے، گولکنڈہ اور بیجاپور کی اکثر داستانیں فارسی سے ترجمہ یا ماخوذ ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں مقامی رنگ پایا جاتا ہے۔ بڑی تعداد عشقیہ مثنویوں کی ہے جن میں فوق فطری عناصر کم بیش موجود ہیں۔ ان مثنویوں سے دکن کی تہذیبی صورت حال کا اندازہ بھی ہوتا ہے۔

شمالی ہند میں منظوم قصے سوؔدا اور میرؔ کے عہد میں لکھے گئے تھے مگر اس میدان میں پیش رفت اس وقت ہوئی جب اودھ میں شعر وشاعری کی ایک نئی بساط بچھی اور فرصت، فراغت، خوش حالی اور حاکم وقت کی سر پرستی حاصل ہوئی۔ قصہ کہانی سننے سنانے کے شوق نے

سحرالبیان، مثنوی دل پذیر، گلزارنسیم، افسانۂ عشق، بحرالفت اور ترانۂ شوق جیسی مثنویاں تحریر کرائیں۔ بالخصوص سحرالبیان اور گلزارنسیم شمالی ہند کی اہم ترین مثنویاں ہیں اور دو مختلف دبستانوں کی نمائندگی بھی کرتی ہیں۔ ان کے بعد کی اکثر منظوم داستانیں ان میں سے کسی ایک کے زیر اثر لکھی گئیں۔

سحرالبیان میر حسن کی مثنوی ہے جو ۱۱۹۹ھ میں تحریر کی گئی۔ اس کی شہرت طرز بیان کی وجہ سے ہے۔ زبان صاف، دلکش، رواں بامحاورہ اور تصنع سے پاک ہے جبکہ قصے میں کوئی نیا پن نہیں ہے۔ سحرالبیان کی طرح ہی ''گلزارنسیم'' کو بھی مقبولیت ملی جو ۱۲۵۴ء کی تصنیف ہے۔ شعری صنعتوں پر جان چھڑکنے والوں نے پنڈت دیاشنکر نسیم کی رعایت لفظی، صناعی اور اختصار بیانی کو سراہا اور اسے دبستان لکھنؤ کی نمائندہ مثنوی قرار دیا۔